قسط ۳ — جناب علی ارشد صاحب

داؤدی بوہرہ فرقہ

ناتھوانی کمیشن رپورٹ کے آئینے میں

داعی بمقابلہ گستاپو بڑے ملّا یا ان کے ایجنٹوں کی اجازت کے بغیر کوئی داؤدی بوہرہ نہ تو رسالہ یا اخبار شائع کر سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی دوسرے روزانہ اخبار یا میگزین کو پڑھنے کی اجازت ہے۔ یتیم خانے، مسافر خانے، سکول، کواپریٹو بنک، کوسٹر۔ بیواؤں اور ضعیف لوگوں کے لئے کوئی ادارہ قائم کرنے یا چلانے کی اجازت نہیں ہے۔ حالاں کہ عام بوہروں کے خیال کے مطابق بڑے ملّا کو غیر مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرنی چاہئے۔ ملا یا ان کے ماتحتوں کو دعوت نامہ یا خط میں فرقہ کے ارکان کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود کو اگر مرد ہے تو "عبد سیدنا" اگر عورت ہے تو "امۃ سیدنا" لکھے۔ ان کے معنی غلام، کنیز کے ہیں۔

اگر شادی یا ڈنر کے دعوتی کارڈ پر یہ لفظ نہ لکھے ہوں تو ڈنر کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے جب کہ شادی کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جون ۱۹۷۵ء کو طاہری ہائی سکول کھوکھا بازار بمبئی کے ایک ٹیچر طاہر علی کو محض اس لئے بے تحاشا مارا پیٹا گیا کہ وہ اردو اخبار بلٹز کا مطالعہ کر رہا تھا۔ بلٹز کو ملا نے ممنوع قرار دیا ہے۔

کمیشن کے سامنے عبدالعلی کپاڈیہ نے جو راجکوٹ کے رہنے والے ہیں بیان دیا کہ ان کو، ان کی اہلیہ اور والد کے خلاف خبرنامہ "داؤدی بلیٹن" پڑھنے کی وجہ سے سماجی بائیکاٹ کا اعلان کیا گیا۔ یہ بلیٹن ایک اصلاح پسند مسٹر ساتچا والا نکالتا ہے۔ ملا کے نائب نے زبانی ہدایت دی کہ اس بلیٹن کا مطالعہ ممنوع ہے۔ عبدالعلی نے اپنے بھائی کا خط کمیشن کے سامنے پیش کیا جس میں اس بات کا اظہار افسوس کیا گیا تھا کہ وہ اس کی لڑکی کے انتقال پر نہ آسکا کیونکہ سیدنا نے ان کی براءت کر رکھی ہے۔

ایک عورت زیتون نے طاہر سیف الدین کے سکریٹری کے ایک نوٹس کی نقل پیش کی جو ۲۹ جنوری ۱۹۴۸ء کو جاری کیا گیا:-

۱۔ تم نے کھلم کھلا اعلان کیا ہے کہ موجودہ ملا صاحب ہز ہولی نس سردار سیدنا طاہر سیف الدین باقاعدہ طور پر سلسلہ وار داعی مطلق مقرر نہیں ہوئے۔ تم یہ سمجھتی ہو کہ جانشینی کا سلسلہ ۴۶ ویں داعی بدرالدین کے بعد منقطع ہو گیا تھا۔

۲۔ تم مئی ۱۹۴۶ء کو عبدالحسین نور بھائی بجصرت پترا سے نکاح کرنا چاہتی ہو۔ نہ تم نے شادی کے لئے داعی سے اجازت حاصل کی نہ ہی ہز ہولی نس یا خاص اس مقصد کے لئے مقرر کردہ ان کے نائب نے شادی کی رسم میں شرکت کی۔ ہز ہولی نس اور مقدس کتابوں کی رو سے یہ شادی ناجائز ہے۔ داعی مطلق اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تم داؤدی بوہرہ فرقہ کے بنیادی عقیدوں پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ ہز ہولی نس کے فیصلہ کو داؤدی بوہرہ عقیدہ کے رسم و رواج اور اصولوں کے سلسلہ میں حرف آخر سمجھتے ہو اور تم نے داعی مطلق کے اختیارات، پوزیشن اور برتری کو چیلنج کیا ہے یا اس کی خلاف ورزی کی ہے۔

۴۔ تم نے دی ینگ مینز بوہرہ ایسوسی ایشن کراچی کے زیر اہتمام شائع ہونے والے رسالہ "آگے قدم" میں مضامین لکھے جس میں داعی مطلق کی توہین کی ہے اور فرقہ کے بنیادی عقائد اور رسوم و رواج پر حملہ کیا ہے (مضمون عورتوں کی تعلیم کے حق میں تھا) اس نوٹس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملاجی کی اجازت کے بغیر ہونے والی شادی ناجائز سمجھی جاتی ہے۔" ص ۳۵

عباس بھائی غلام حسین ساکن دھرول نزد راجکوٹ کا کہنا ہے کہ:۔

وہ رفیع الدین یتیم خانہ دھرول میں کام کرتے تھے جس میں یتیموں اور انتہائی غریب بچوں کی کفالت کی جاتی ہے یہ ادارہ ۱۹۵۵ء میں قائم ہوا تھا۔ چونکہ ادارہ بڑے ملا کی اجازت کے بغیر شروع کیا گیا تھا لہذا اس کا بائیکاٹ کیا گیا۔ گواہ کو استعفیٰ دینے کے لئے کہا گیا۔ بصورت دیگر برأت کی دھمکی دی گئی۔ جام نگر کے عامل نے بچوں کو بلا کر ہدایت کی کہ وہ ادارہ خالی کر دیں۔

بچوں نے کہا کہ وہ یتیم خانہ سے نکل کر کیا کریں گے؟

عامل نے جواب دیا کہ جب کتے اور دیگر جانور کسی نہ کسی طرح اپنا رزق فراہم کر لیتے ہیں تو ان کو اپنی زندگی کے بارے میں اتنی گھبراہٹ کیوں ہے۔ بائیکاٹ کی شکایت گجرات کی وزیر مسز عائشہ بیگم سے کی گئی۔ اس نے اس مسئلہ پر ملاجی کو لکھا۔ ملاجی نے یکم نومبر ۱۹۷۶ء کو جواب دیا کہ جام نگر کے عامل کو رپورٹ پیش کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ رپورٹ ملنے کے بعد مناسب اقدام کیا جائے گا۔ لیکن اس کے بعد کچھ نہیں کیا گیا۔ گواہ مذکورہ نے وزیر موصوفہ کو یاددہانی کے لئے کئی خط لکھے لیکن کوئی جواب نہ ملا۔ (ص ۵۹)

بقیہ گذشتہ صفحہ تحفہ عیدت یہ شعر نقل کئے ہیں ص ۳۲۷

ع جا کہ یوسف سے پوچھے کوئی نجم الدین یہ کس نے نص کی داعی چار جو گذرے پہلے وہ ہرگز منصوص نہ تھے
داعی ان کے بعد سے بنے تم دعوت کا اسباب ہوا گم نص ہی ثابت نہیں ہے تم پر داعی تم کو مانیں کیونکر

غلام حسین اسماعیل جو اودے پور میں بوہرہ جماعت کے سکریٹری ہیں۔ موصوف نے ریفرنڈم کے علاوہ زبانی گواہی بھی دی۔ ان کے بیان کے مطابق سیدنا نے فرمان جاری کئے کہ وہ سب ادارے بند کر دئے جائیں جو سیدنا کی اجازت کے بغیر شروع کئے گئے ہیں۔ گواہ نے ایک خط کی نقل پیش کی جس میں اسے ہدایت دی گئی ہے کہ وہ سب ادارے بند کر دئے جائیں جو بوہرہ افراد کی فلاح و بہبود کے لئے ملاجی کی مرضی کے بغیر چلائے جا رہے ہیں۔

ایک گواہ نے بتایا کہ سیدنا نے انجمن لقمانی کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو تجہیز و تکفین کے موقعہ پر ضروری مدد فراہم کرتی ہے۔ گواہ نے سیفی دواخانہ اور زچہ خانے کی مثال بھی پیش کی، جسے طیب علی نے قائم کیا تھا جو راجستھان کے کسی ریاست میں عدلیہ کے عہدے پر فائز تھے۔ گواہ نے بتایا کہ یہ سیدنا کا اصرار تھا کہ دواخانہ اور زچہ خانہ کو ایک وقف کے ذریعہ ان کے نام موسوم کر دیا جائے۔

بانی کے انکار پر ملاجی نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ اور یہ ادارے کسی کے کام نہ آسکے۔

ایک مثال برہانیہ لائبریری کی ہے جس میں ادب، تاریخ اور دیگر کئی مضامین پر کتابیں ہیں۔ یہ کئی سال قبل قائم کی گئی تھی۔ فرقہ کے لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے تھے چونکہ اس کا انتظام بوہرہ یوتھ کے حامی شخص کے ہاتھ میں ہے اس لئے لائبریری کو بند کرنے کے احکامات جاری کئے گئے۔ انتظامیہ نے تعمیل حکم سے انکار کر دیا تو بوہرہ فرقہ کے افراد کو فرمان بھیجا گیا کہ وہ لائبریری سے استفادہ نہ کریں۔ گواہ نے سیف امدادیہ کی مثال بیان کی۔ یہ ادارہ پرائمری اور سیکنڈری سکول کے طلبہ کو مفت کتابیں تقسیم کرتا ہے۔ مزید تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو وظائف دیتا ہے۔ حوصلہ افزائی کے لئے طلائی و نقرئی تمغے، شیلڈیں اور انعامات تقسیم کرتا ہے۔ الغرض بہت سی خواتین و حضرات کو تعلیم دلوائی گئی۔ جن میں ڈاکٹر اور انجنیر بھی ہیں۔

یہ ادارہ عطیات اور ممبر شپ فیس کی مدد سے چلتا ہے۔ سیدنا اس قسم کے تمام اداروں کی مخالفت کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ تعلیم یافتہ افراد کی سوسائٹی میں ان کے اختیارات نہیں چل سکیں گے۔

بمبئی کی محفوظہ صادق علی نے سوالنامہ کے جواب میں چار ایسے اداروں کا حوالہ دیا جو محض اس بنا پر بند کئے گئے کہ ان کے قیام کی سیدنا سے اجازت نہیں لی گئی تھی

۱۔ حسن علی دھولکاوالا ٹرسٹ (زچہ بچہ مرکز) - ۲- مستفظی چیریٹیبل ٹرسٹ - ۳- موربس والا مسافر خانہ - ۴- کاندی ولی کالونی - موربس والا مسافر خانہ ملاجی نے اپنے جابرانہ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے اپنے قبضے میں کر لیا۔ جب کہ تین دوسرے ادارے بند کرنے پڑے۔ ص ۶۶

ایک شخص نے جو اپنا نام ظاہر نہیں کرنا چاہتا کمیشن کو بتایا کہ امریلی کی جماعت پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ امریلی کی تمام جائیداد بحیثیت مذہبی سربراہ ملاجی کے نام منتقل کر دیں۔

جوناگڑھ میں مسجد کی تعمیر کے لئے ایک آدمی نے بڑی رقم عطیہ دینے کی پیش کش کی۔ جب سیدنا کی رضا حاصل کرنے کی درخواست کی گئی تو ان سے کہا گیا کہ وہ موجودہ سیدنا کے والد طاہر سیف الدین کی یاد میں "روزۃ طاہر" کے لئے بھی اتنی ہی رقم دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسجد کے لئے جتنی رقم دینے کا ارادہ تھا اسے کم کرنا پڑا۔

علی حسین سائیکل والا نے ملا صاحب کی اجازت کے بغیر گودھرا میں فرقہ کی بہبود کے لئے ادارہ "انجمن محمدی" اور بچیوں کی ٹیلرنگ کلاس کا سلسلہ شروع کیا۔ لیکن اسے یہ سرگرمیاں بند کرنے پر مجبور کر دیا گیا۔

مالیگاؤں کیپاڑ گنج کے عنایت حسین بھائی نے بتایا کہ اس نے داؤدی بوہرہ ہیلپنگ سوسائٹی قائم کر کے مفت ہسپتال اور رفری لائبریری بنانے کے لئے پہل کی۔ ضلع کلکٹر نے افتتاح کیا۔ چونکہ ملاجی سے اجازت نہیں لی گئی تھی اس لئے بوہرہ فرقہ سے کہا گیا کہ وہ گواہ اور اس کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیں۔

طیب علی ابراہیم جی نے بھنڈی بازار بمبئی میں مفت دواخانہ قائم کیا تھا۔ اس کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی ہدایت جاری کی گئی۔ [۶۷]

اندور کرسچین کالج میں معاشیات کے اسسٹنٹ پروفیسر محمد حسین نے بتایا کہ اس نے چند دیگر لوگوں کے تعاون سے فرقہ کی بہبود کے لئے کئی سرگرمیاں مثلاً سکالرشپ سوسائٹی۔ بک بینک۔ کالج کے طلبا کے لئے مفت کلاسیں۔ تدفین کی سوسائٹی۔ طبی فنڈ سوسائٹی وغیرہ شروع کیں۔ لیکن سیدنا کی اجازت حاصل نہیں کی ۱۹۶۸ میں ان کا نیم بائیکاٹ کیا گیا جو ۱۹۷۲ء تک جاری رہا۔

شنتی بھوشن ممبر پارلیمنٹ نے ملاجی کے خلاف کچھ باتیں کہی تھیں جس کے خلاف پیشوا طبقہ نے جلوس نکالا۔ گواہ مذکور نے اس جلوس میں شرکت نہیں کی۔ اس لئے برأت کا اعلان کر دیا گیا۔ گواہ کے والد نے اس ڈر سے کہ کہیں اس کی چار بیٹیوں کو طلاق نہ ہو جائے، بیٹے کو گھر سے نکال دیا لیکن چھ ماہ بعد واپس بلا لیا۔ ۱۴/۱۷ افراد پر مشتمل کنبہ کا مکمل بائیکاٹ کر دیا گیا۔ آخر کار یہ پورا خاندان بہائی ہو گیا۔ [۶۸]

برأت اور سماجی ایذا رسانی سماجی بائیکاٹ یا برأت کی اصطلاحات، اس کی حقیقی نوعیت کا اظہار نہیں کرتیں۔ یہ صرف برادری سے باہر کرنے کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس کے معنی منظم مظالم، دہشت انگیزی، اذیت کوشی۔ محلہ، مسجد اور قبرستان وغیرہ سے اخراج کے ہیں۔ جب شخص کی برأت کا اعلان کر دیا گیا ہو وہ اکیلا مصیبت نہیں جھیلتا بلکہ اس کے قریبی رشتہ دار یا قدرتی محبت کی بنا پر اس سے رابطہ قائم کرنے والے بھی مظالم کا شکار بنائے جاتے ہیں۔

ایک شخص نے کمیشن کو بتایا کہ ولادت، موت اور پاخانہ کے علاوہ ہر کام کے لئے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے بصورت دیگر انہیں سماجی بائیکاٹ۔ امتیازی سلوک اور انتقامی کارروائی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ [۶۹]

برأت سے متاثر ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ چند خاص خاص واقعات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ایک خاتون میمونہ بائی بنت رجب علی نے بتایا کہ اصلاح پسندوں کا ساتھ دینے کے جرم میں سیدنا کے حکم سے ان کا سماجی بائیکاٹ کر دیا گیا۔ بلاوجہ ان پر حملے کیے جاتے اور مارا پیٹا جاتا۔ اپریل ۱۹۷۵ء کو اس کا بھائی کنوئیں میں گر کر مر گیا تو اس کا دوسرا بھائی جو سیدنا کے ساتھ تھا۔ عامل سے والد کے گھر جانے اور بھائی کی تدفین میں شرکت کی اجازت مانگی جو نہیں دی گئی اور بھائی، بھائی کے جنازے کو کندھا نہ دے سکا۔

میمونہ کی بہن شیرین، بھائی کے آخری دیدار کے لئے ان کے گھر آ گئی تو اس کے شوہر نے اسے اپنے گھر میں داخل ہونے سے منع کر دیا۔ آخر معافی نامہ اور میثاق دینے پر ہی واپسی کی اجازت ملی۔ میمونہ بائی نے مزید بتایا کہ وہ ۱۸؍جنوری ۱۹۷۵ء کو مؤید پورہ کی مسجد میں ہونے والے ایک مشہور واقعہ کی عینی شاہد ہے۔ اس دن صبح کو جب لوگ امام حسین کی مجلس سن رہے تھے تو قدامت پرست طبقہ کے لوگ ہتھیاروں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور حملہ کر دیا۔ عورتوں اور مردوں کو مارا پیٹا جا رہا تھا، انہیں دعوت کا دشمن کہا جا رہا تھا ایک بچے کو بری طرح زمین پر ٹپک دیا۔[۷۴]

مسز محفوظہ عابد حسین ادیب نے بیان دیا کہ سیدنا صاحب ان کے شوہر سے کسی بات پر ناراض تھے۔ ۱۴؍فروری ۱۹۷۰ء کو گلیاکوٹ میں وہ فخر الدین شہید کے عرس پر گئی ہوئی تھی۔ درگاہ سے ملحق آرام گھر میں تین لڑکیوں نے اسے شیخ ذاکر حسین سے ملنے کے لئے کہا۔ اس نے انکار کیا تو لڑکیوں نے زد و کوب کرنا شروع کر دیا۔ وہاں موجود کچھ مرد بھی اس نیک کام میں شامل ہو گئے۔ بیچ بچاؤ کرنے والوں کو دھمکیاں دے کر خاموش کر دیا گیا۔ مجھے کہا گیا کہ اپنے شوہر کی مذمت کرو۔ نہیں تو تمہاری عزت لوٹ لی جائے گی۔ ایک شخص نے میرے سر پر لاٹھی ماری جس سے مجھے چکر آ گیا۔ لوگ مجھے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ گالیاں دی گئیں۔ میرے کپڑے پھٹ چکے تھے اور وہ مجھے اسی حالت میں بازار تک لے گئے اور دور تک پیچھا کیا۔

اودھے پور کی صفیہ بائی نے اس واقعہ کی تصدیق کی اور مزید انکشاف کیا کہ موجودہ سیدنا کے بھائی یوسف نجم الدین وہاں موجود تھے۔ اور ہجوم کو اشتعال دلا رہے تھے۔ عرس میں شریک عورتوں کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا گیا کپڑے پھاڑ دئے گئے اور ان پر تھوکا گیا اور یہ دلدوز منظر سیدنا اور ان کے کنبہ کے افراد فخری محل کی بالکونی سے دیکھ رہے تھے۔ بقول صفیہ بائی کے " اسے لوگوں نے گھیر لیا اور سگے بیٹے احسان حسین پر لعنت بھیجنے کے لئے کہا گیا۔ اور میں نے بھاری دل کے ساتھ ایسا کیا۔ گواہ نے بتایا کہ عورتوں تک کو سیدنا اور ان کے بھائیوں کو سجدہ کرنے۔ ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔[۷۶]

شیخ یعقوب علی قربان حسین راج نگر والا نے بتایا کہ سیدنا کو کسی وجہ سے ان کی وفاداری پر شک ہو گیا اور اس کے خلاف برأت کا حکم جاری کیا گیا۔ ان دنوں اس کا لڑکا سورت میں مذہبی کالج جامعہ سیفیہ میں زیر تعلیم

تھا۔ والد کی برأت کے بعد بیٹا، باپ کو ملنے گیا۔ تو اس جرم میں اسے کالج سے نکال دیا گیا۔ اسے معافی مانگنے کے لئے بمبئی سیدنا کے حضور حاضر ہونا پڑا۔ جہاں اسے یہ اعتراف کرایا گیا کہ اس کا باپ شیطان ہے اور لعنت و ملامت کا مستحق ہے اسے حکم دیا گیا کہ وہ اپنا نام بدل کر صابر حسین رکھے۔ اسے یہ بھی کہا گیا کہ وہ اپنے نام کے ساتھ اپنے باپ کا نام نہ جوڑے۔

گواہ نے بتایا کہ اس کے بیٹے کی شادی ہوئی لیکن اسے نہیں معلوم کب اور کس کے ساتھ ہوئی۔ ص۷۹

یحییٰ علی ایڈوکیٹ نے کمیشن کے روبرو بیان دیا۔ کہ الیکشن میں یوتھ ریفارم مومنٹ کے امیدواروں کی حمایت کرنے پر ۱۹۷۳ء میں اس کا سماجی بائیکاٹ کیا گیا۔ جس کی وجہ سے بوہرہ مؤکلان نے اسے چھوڑ دیا۔ چچا زاد بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں نے قطع تعلق کر لیا۔ چونکہ گواہ کی بہن نے تعلقات منقطع کرنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے اس کے شوہر نے اسے گھر سے نکال دیا۔ ص۸۰

ایک ٹیچر محمد شیخ سکنہ سورت نے بیان دیا کہ اس کے دوسرے تین ساتھیوں سمیت داعی کے بارے میں غلط عقیدہ رکھنے کی بناء پر برادری سے خارج کر دیا گیا۔ سیدنا نے ایک فرمان کے ذریعہ اپنے پیروکاروں کو اطلاع دی کہ چاروں ٹیچروں کا بائیکاٹ کر دیا گیا ہے۔ چاروں ٹیچروں کو کالج سے نکالنے سے پہلے جنوری ۱۹۷۱ء کو سیدنا نے طلب کیا۔ انہوں نے ان کو کالج کے استادوں اور طلباء کے مجمع میں کھڑا کر دیا اور ان سے کہا کہ چاروں پر لعنت بھیجیں، تھوکیں اور گالیاں دیں۔ بعد ازاں انہیں دھکے دے کر نکال دیا گیا۔ ان کے گھر کی کوئی عورت عزت و آبرو کے ساتھ باہر نہیں نکل سکتی تھی۔

ایک ٹیچر کی بیوی کو مجبور کیا گیا کہ وہ طلاق حاصل کرے اور اس کی چار ماہ کی بچی کو حرام کی اولاد قرار دے دیا گیا۔ دوسرے ٹیچر حسن علی کے داماد کو کہا گیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ اسے یہ حکم ماننا پڑا۔ حالانکہ وہ اپنی بیوی سے بے پناہ محبت کرتا تھا۔ ان کے گھروں پر حملے کئے گئے اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ ص۸۲

کمیشن کو بتایا گیا کہ ایسے واقعات عموماً ہوتے رہتے ہیں۔ بھارت کے علاوہ مشرقی افریقہ۔ برطانیہ اور پاکستان میں اصلاح پسند ارکان کو ہراساں کرنے، ایذا رسانی نیز ان کی سرگرمیوں کی جاسوسی کرنے کے لئے پیشوا طبقہ مردوں (شباب) اور عورتوں (بنّیات) پر مبنی نجی فوج رکھتا ہے۔

نیروبی میں ۷۷ سالہ محمد علی حسین علی کو ۱۹۶۸ء میں سیدنا کی موجودگی میں مسجد سے باہر پھینک دیا گیا اور اسے اپنی اہلیہ کے جنازے میں شرکت سے زبردستی روکا گیا اور ان کے لڑکوں کو جبراً باپ سے ملنے نہیں دیا گیا۔ ص۸۹

اے، اے او دے پوری ایڈوکیٹ نے سیدنا کے پیروکاروں کا بنایا ہوا فلیٹ خریدا۔ فلیٹ کا پٹہ مذہبی رہنما کے نام پر تھا۔ انہوں نے دستاویز حاصل کرنے کے لئے بمبئی کے ایڈیشنل چیف میٹرو پولیٹن مجسٹریٹ ۲؎ کی عدالت میں دھوکہ دہی کی شکایت کی۔ تب انہیں معلوم ہوا کہ معاہدے کے اصل کاغذات جھوٹے بنائے ہوئے تھے۔

زین الدین ولی بھائی نے زبانی اور تحریری گواہی دی کہ عامل کی ہدایت پر بوہروں نے موصوف کی فیکٹری کا بنا ہوا صابن خریدنے سے انکار کر دیا اور مختلف مقامات پر فیکٹری کے اشتہارات کے بورڈ تباہ کر دئے صد۹

کمیشن کو بتایا گیا کہ اصلاح پسند طبقے کو جسمانی تشدد کے ساتھ ساتھ ذہنی اذیت کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے۔ اصلاح پسند طبقے سے تعلق رکھنے والی عورتوں کو بس سٹاپ پر ہراساں کیا جاتا ہے۔ اور قدامت پسند خواتین انہیں طمانچے لگاتی ہیں۔

کینیا سے فدا حسین علی نے شکایت کی کہ ان کو دیگر تین سو اصلاح پسندوں سمیت بوہروں کی مساجد میں داخل نہیں ہونے دیتے۔ برطانیہ کی داؤدی بوہرہ ویلفیئر سوسائٹی نے ایک میمورنڈم میں کہا کہ لندن میں آکر بسنے والے یوگنڈا کے پناہ گزینوں کو مولانا حسین کے یوم شہادت میں شریک نہیں ہونے دیا گیا۔ بسا اوقات ذہنی و جسمانی مظالم انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔ جیسا کہ اس وقت ہوا جب ،سیف الدین گڈھ والا کو آگ سے شدید طور پر جلایا گیا۔ اس کا بیٹا جو سیدنا کیمپ میں تھا اس کی شادی اس وقت کرائی گئی جب سیف الدین زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھا۔ وہ انتقال کر گیا تو بیٹا ایک وفادار بوہرہ ہونے کی وجہ سے تدفین میں شریک نہیں ہوا صد۹

کفن دفن میں رکاوٹیں پیدا کرنے کی بے شمار مثالیں کمیشن کے سامنے لائی گئیں۔ مثلاً برطانیہ میں چار، پانچ میتیں پولیس کی حفاظت میں دفنائی گئیں۔ کسی کی لاش کو قبرستان سے باہر پھینک دیا گیا۔ اور کسی کو اپنے عزیز ں نماز جنازہ پڑھانے کے لئے غیر بوہرہ مولوی سے رجوع کرنا پڑا۔ کہیں جنازہ باہر پڑا ہے کہیں مسجد کو تالا لگا دیا گیا کراچی کے حاتم علی کی والدہ کو غیر بوہرہ قبرستان میں دفنانا پڑا۔

حق رائے دہندگی میں مداخلت | تاکھوانی کمیشن کے سامنے دو احکامات کی فوٹو نقلیں پیش کی گئیں۔ ایک ت ۱۹۶۴ء سے دوسرے حکم تعلق ۱۹۶۷ء سے ہے۔ جن میں عاملوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ عام انتخابات میں کانگرس ،ووٹ دینے کے لئے بوہروں کو مجبور کریں۔

ایام محرم میں فرقہ کے واعظوں کو خط لکھا گیا کہ وہ اپنی تقریروں میں فرقہ کے لوگوں سے کانگرس کو ووٹ دینے لئے تیار کریں۔ بمبئی کے روشن علی نے بتایا کہ مہاراشٹر کی قانون ساز اسمبلی کے حالیہ انتخابات میں پیشوا طبقہ نے طالبات ذریعہ گھر گھر پہ کنویسنگ کرائی کہ کانگرس آئی نے پنجہ کا جو نشان لیا ہے وہ پنج تن کا پنجہ ہے لہٰذا لوگ اس انتخابی ن کو ووٹ دیں، صد۳۰"

ٹیکس، محصول اور عطیات | کمیشن کو بتایا گیا کہ مختلف قسم کے ٹیکس، محصول، نذرانے اور سلام لئے جاتے لوگوں نے بتایا کہ انہیں ۲۳۲ مواقع پر رقومات ادا کرنی پڑتی ہیں۔ سبھی گواہ اس بات پر متفق ہیں کہ جمع کی گئی رقم کا حصہ سیدنا اور اس کے خاندان کے لوگوں کی عیش پسند زندگی پر خرچ ہوتا ہے۔ ضرورت مندوں، بوہروں کی فلاح وبہبو

یا ترقی پر ایک پائی بھی خرچ نہیں کی جاتی۔ بمبئی کے ناریل واڑی قبرستان میں جگہ مخصوص کرنے کے لئے چند سو سے لے کر اکاون سو روپے تک وصول کئے جاتے ہیں۔ اور اس کے لئے باقاعدہ فارم پُر کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل اقسام کے ٹیکس جمع کئے جاتے ہیں۔

۱۔ زکوٰۃ۔ ۲۔ صلہ وفطرہ۔ ۳۔ نذر مقام۔ ۴۔ حق النفس۔ ۵۔ خمس

زکوٰۃ، خمس | زکوٰۃ تمام مسلمانوں پر فرض ہے شیعہ اور اسمٰعیلی اپنی دولت کا ⅕ حصہ بطور خمس ادا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ صرف اسلامی حکومت کو زکوٰۃ وغیرہ وصول کرنے کا اختیار رہے ورنہ ایک مسلمان زکوٰۃ کو غریبوں۔ ضرورت مندوں اور یتیموں وغیرہ میں تقسیم کرنے کے لئے آزاد ہے۔ صرف اسماعیلیوں میں وصولی لازمی ہے۔

صلہ وفطرہ | عید الفطر کے دن ماہ رمضان کے اختتام پر غریب اور مستحق مسلمانوں کو جو رقم دی جاتی ہے اسے فطرانہ کہتے ہیں۔ جب کہ صلہ کے معنی دینداری کی رہنمائی کے لئے امام یا داعی کے واسطے انعام ہیں یہ صرف اسماعیلیوں میں ہے دوسرے مسلمانوں میں نہیں۔

نذر مقام | یہ وہ رقم ہے جب کوئی شخص نیا کاروبار شروع کرتے وقت یا سفر پر جاتے وقت الگ نکال کر رکھ دیتا ہے۔ یہ رقم داعی کے ذریعے قرض بھی دی جاتی ہے۔ بوہروں کا عقیدہ ہے کہ اگر یہ قرض نہ لوٹایا جائے تو کوئی نہ کوئی آفت نازل ہو جائے گی۔

حق النفس | مسلمانوں کے کسی دوسرے فرقہ میں اس طرح کا ٹیکس نہیں ہے اور نہ ہی اسلامی قانون میں اس کا کہیں تذکرہ ہے۔ یہ بڑے ملّا کی اپنی اپج ہے یہ ٹیکس ملّا اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مرنے والوں کے پسماندگان سے وصول کرتا ہے۔ پسماندگان سے کہا جاتا ہے کہ اگر انہوں نے یہ رقم نہ دی تو متوفی کی نجات نہ ہو گی۔ سوالنامہ کا جواب دینے والے بہت سے بوہروں نے بتایا کہ ان ٹیکسوں کے علاوہ بھی بہت سارا روپیہ بڑے ملا اور ان کے خاندان کے لوگ نذرانہ وسلام کی شکل میں وصول کرتے ہیں۔ مثلاً شادی مجلس۔ موت۔ حلف وفاداری۔ بچہ کے نام رکھنے کی رسم۔ حج اور بڑے ملّا کے ہاتھ سے "بسم اللہ" لکھوا کر حساب کتاب کی سالانہ کتابوں کو کھولنا وغیرہ۔ ٹیکسوں کی شرح کا مطالعہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔

۲½ فیصد زکوٰۃ بڑے ملا وصول کرتے ہیں کوئی بوہرہ خود غریبوں یا مستحقین میں تقسیم نہیں کر سکتا۔ فطرانہ ۵۰،۴ روپے فی بالغ مرد و عورت۔ ۲۰۸۷ روپے فی نابالغ مرد و عورت۔ ۲۰۸۷ روپے ماں کے پیٹ میں بچہ۔ ۲۰۸۷ روپے فی مردہ بچہ۔ یہ شرح ۱۹۷۳ء سے نافذ ہے۔

نذر مقام ہر خاندان سے بجبر وصول کی جاتی ہے۔ حق النفس بوہروں کی اپنی ایجاد ہے۔ کمیشن کے سامنے موجود

شہادت کے مطابق بشرح ۱۱۹ روپے یا اس کی کسی ضرب یا ۱۱۹ سونے کی مہریں یا اس کی کسی ضرب کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے۔ یہ رقم مرنے والے کے پسماندگان کے لئے تیسرے دن ادا کرنا ضروری ہے۔

اگر کوئی شخص دعوت کرنا چاہے تو ضروری ہے کہ بڑے ملا کا ہاتھ چومے۔ اور ۵ روپے، ۱۱ روپے، یا ۱۰۱ روپے نذرانہ پیش کرے۔ ولادت کے پانچ دن بعد برادری کے کچھ لوگ ملاجی سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ بچے کا نام تجویز کریں۔ ملاجی گدی پر بیٹھتے ہیں۔ درخواست کرنے والا ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ بڑے ملا بڑی شان سے سر اٹھاتے ہیں۔ سلام کی رقم کے ساتھ اپنے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دلواتے ہیں۔ پھر بچے کا نام رکھتے ہیں۔

حج اور زیارت کربلا پر جاتے وقت اور واپسی پر بھی ایک مناسب رقم ملا صاحب کو دینی پڑتی ہے۔ حج بدل کے لئے پانچ سے دس ہزار روپے بطور نذرانہ دینے پڑتے ہیں۔

شادی۔ بچے کا نام وعقیقہ کے وقت میثاق۔ نماز جنازہ۔ دعوت۔ ضیافت۔ قدم بوسی حاضری مجلس۔ ایم کے ڈی۔ ایس کے ڈی۔ ملا اور شیخ وغیرہ کے خطابات دیتے وقت بھی داعی معقول رقم بٹور لیتا ہے۔ یہ سب نذرانے سلام ٹیکس یا محصول رضا کارانہ نہیں ہیں اور نہ ہی اختیاری ہیں بلکہ کمیشن کے سامنے ہونے والی گواہیوں اور شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جبری طور پر وصول جاتے ہیں۔ ایک شخص نے بتایا کہ بیٹھوا طبقہ "جنت کے پاسپورٹ" بیچتے ہیں۔ بقول اس کے، "کاغذ کے ایک ٹکڑے پر کچھ خطوط کھینچ کر اور عربی حروف لکھ کر متوفی کے سینے پر رکھ کر دفن کر دیا جاتا ہے۔ اس کی کم از کم قیمت ۴۰ روپے ہے اور اگر کوئی دولت مند ہے تو ۴۰۰ روپے ادا کرتا ہے۔ اس رقعہ کا مطلب یہ ہے کہ جب قبر میں منکر نکیر تلوار اور بھالے لے کر پرسش اعمال اور مرنے والے کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے لئے آئیں گے تو اس تحریر کو دیکھ کر مردے کو سلام کریں گے اور اس علم کے بعد کہ متوفی بڑے ملاّ کا ماننے والا ہے اس کے ساتھ خصوصی سلوک کریں گے اور بغیر سوال کئے واپس چلے جائیں گے۔

کمیشن کی تحقیقات کے مطابق اصلاح پسند بوہروں کے شہری اور انسانی حقوق کو پامال کیا جا رہا ہے برأت کی وسعت اور شدت بیان کئے گئے واقعات سے عیاں ہے۔ حقیقتاً یہ محض برادری سے اخراج اور بائیکاٹ نہیں ہے بلکہ اختلاف کا اظہار کرنے والوں کو یا ملاجی یا ان کے عاملوں کے قانونی یا غیر قانونی۔ مذہبی یا غیر مذہبی حکم کو نہ ماننے والے کو اذیت پہنچانے، ڈرانے، دھمکانے اور ہراساں کرنے کا ذریعہ ہے اور اس کو جائز مذہبی طریقہ ہرگز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ص ۱۴۹

یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ دائرہ اسلام سے نکل جانے والے، شیطانی اور بہیمانہ ہتھکنڈے استعمال کرنے والے طالع آزماؤں کا شکار ہو جاتے ہیں اور یوں اپنی دنیا اور عاقبت خراب کر لیتے ہیں۔

پاکستان کی اقتصادی ترقی میں
قدم بہ قدم شریک

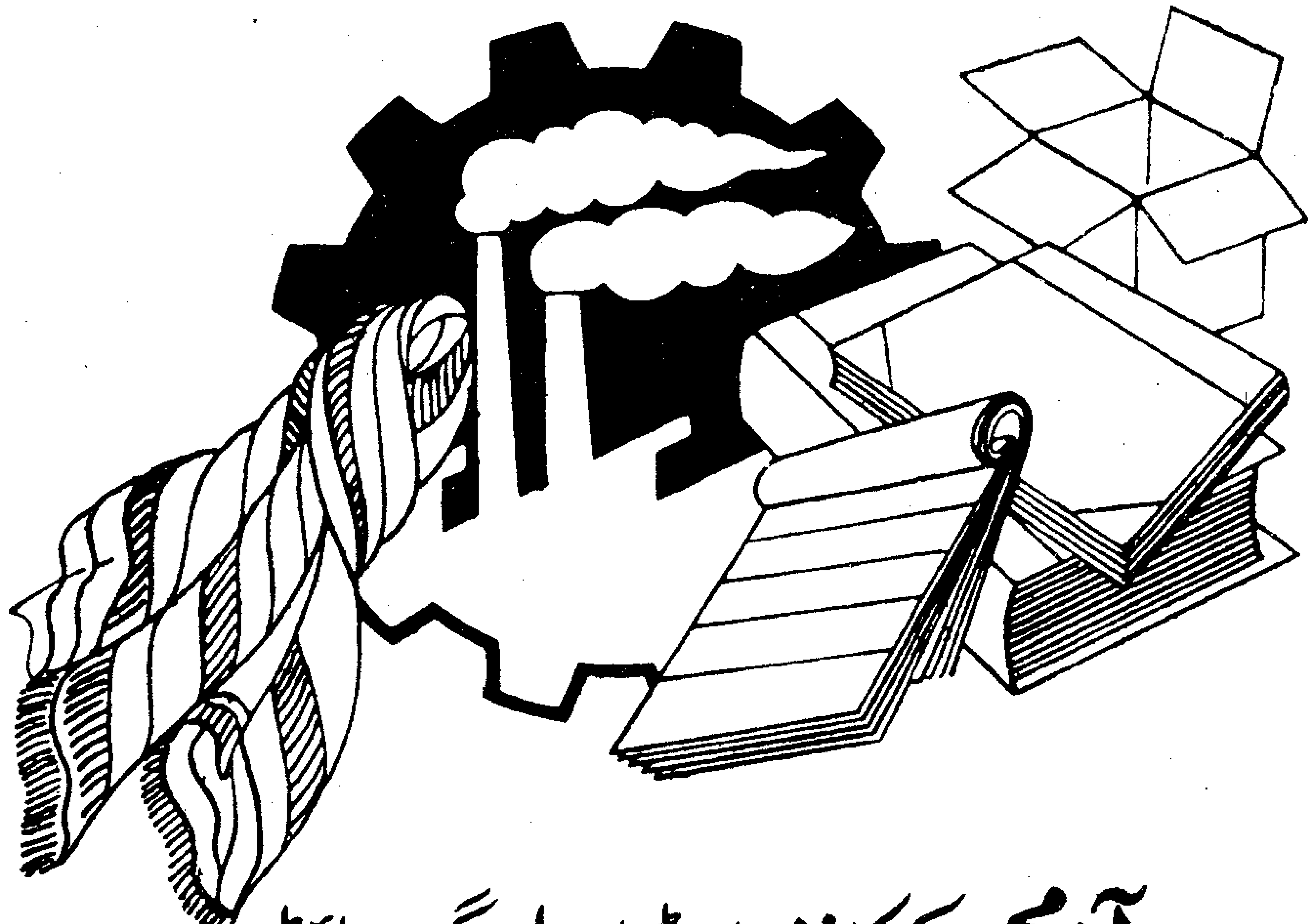

آدمجی کے کاغذ۔ بورڈ اور بلیچنگ پاؤڈر

adamjee

آدمجی پیپر اینڈ بورڈ ملز لمیٹڈ

آدمجی ہاؤس۔ پی۔ او بکس ۴۳۳۲ - آئی۔ آئی چندریگر روڈ۔ کراچی ۲

NATIONAL 45 H